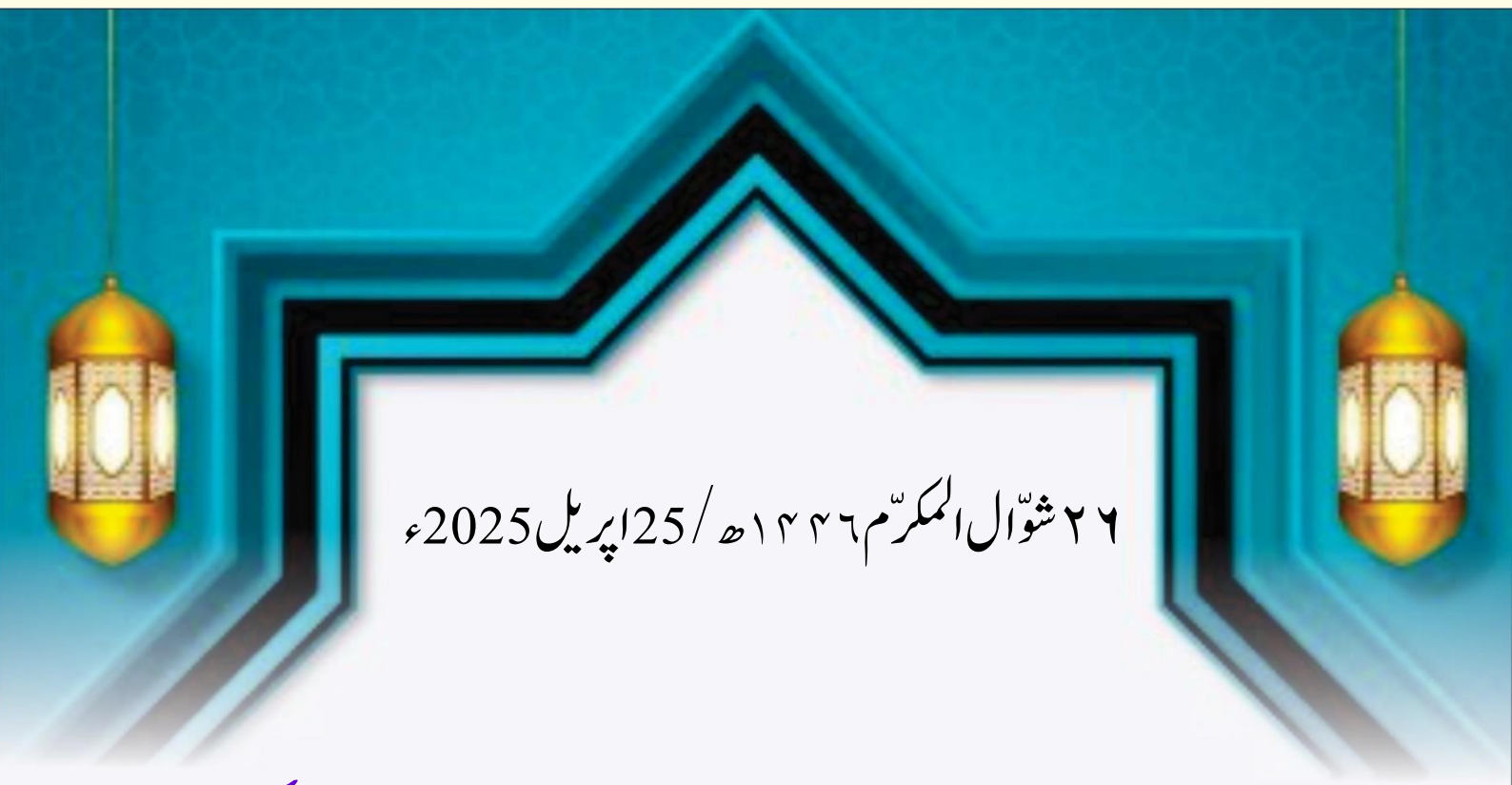

۲۶ شوّال المکرّم ۱۴۴۶ھ / 25 اپریل 2025ء

سُلطان نور الدین زَنگی...

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

اسلام کا سچا مجاہد

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَلِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ۔ [الفتح 7:48]

یہ بات سو فیصد سچ ہے کہ دُنیا کی سب سے شان دار تاریخ مسلمانوں کی تاریخ ہے۔ ہمارے بزرگوں کے کارنامے سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں اور ہم کسی بھی قوم کے سامنے اپنے بزرگوں کے واقعات فخر کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ کے زمانۂ مبارکہ سے ماضی قریب تک کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کفار متّحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے، بظاہر اسلامی فوج کے کامیاب ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی، مگر ربِّ کریم نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنی قُدرت و نُصرت سے مسلمانوں کو ایسی شان دار فتح عطا فرمائی کہ کفار کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کچھ ایسے ہی حالات شیرِ اسلام سلطان نور الدین زَنگی علیہ الرحمہ کے دَور میں بھی پیش آئے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المقدس فتح ہوا اور تقریباً پانچ سو سال تک یہاں مسلمانوں کی حکومت رہی۔ 1095ء میں متعصّب پادریوں کے ورغلانے پر عیسائیوں نے مذہبی جنگوں کا آغاز کیا، جنھیں صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔ پہلی صلیبی جنگ کے بعد 1099ء میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ سو سال تک صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔

صلیبیوں کا مقابلہ کرنے والے اسلام کے ایک شیدائی مجاہد کو دُنیا سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے عمر بھر اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کیا اور بیسیوں جنگوں میں حالات ناساز ہونے کے باوُجود اللہ کریم کی مدد سے دشمنانِ اسلام کو شکست دی۔ آپ بیت المقدس پر دوبارہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے قریب پہنچ چکے تھے، مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ بالآخر آپ کے ایک سپاہی و جانشین سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۸۳ھ / 1187ء میں بیت المقدس کو فتح کر کے دوبارہ وہاں اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

بیت المقدس کے موجودہ حالات سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کے کسی جانشین کا انتظار کر رہے ہیں۔ اُس وقت دُنیا بھر کے صلیبی عیسائیوں نے متّحد ہو کر ظلم کی حدیں پار کی تھیں اور بیت المقدس کے تقدّس کو پامال کیا تھا... آج جہان بھر کے صہیونی یہودی اکٹھے ہو کر عیسائیوں کی پشت پناہی میں ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور بیت المقدس کو گرانے کا ناپاک منصوبہ پورا کرنے کی کوشش میں ہیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نُصرت و تائید سے بالآخر اسلام ہی غالب ہو گا اور مسلمان ہی سُرخرو ہوں گے، تاہم حالات کا تقاضا ہے کہ اُمّت اپنے حقیقی راہ نماؤں کی تاریخ پڑھے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلے، پھر دیکھے کہ اللہ اپنے وعدے کس شان سے پورے فرماتا ہے!

سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کی ولادت بھی شوّال المکرم میں ہوئی اور وصال بھی اِسی ماہ میں ہوا۔ اِس مناسبت سے آج کے خطبہ میں آپ کی حیاتِ مبارکہ کے کچھ لائقِ تقلید گوشوں کا ذکر ہو گا۔

سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی خاکہ

پیکرِ عدل، شیر اسلام، سلطان نور الدین ابو القاسم محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شوّال المکرّم 511ھ / 1118ء میں ہوئی اور آپ اپنے والد عماد الدین زنگی علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد 541ھ / 1146ء میں ریاست کے والی بنے۔

آپ کی زندگی میں دینی و مذہبی رنگ بہت گہرا تھا۔ آپ کی سیرت عوام کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کے لیے بھی مَنارۂ نور ہے۔

- آپ کثرت سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے۔ دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور فقہِ حنفی کے جیّد عالِم تھے۔ پابندی سے نمازِ پنجگانہ باجماعت ادا کرتے۔ دنوں میں روزوں اور راتوں میں نفلی عبادات کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ اہتمام کے ساتھ سنّت کی پیروی کرتے۔ بھلائی کے کاموں میں پیش پیش رہتے اور کبھی بھی آپ کے منہ سے فحش بات نہیں سُنی گئی۔
- آپ نہایت بہادر، بہترین تیر انداز، ماہر نشانہ باز، عمدہ ترین گُھڑسوار اور بہت خوش خط تھے۔
- ریاستی وسائل کے استعمال میں اتنے محتاط تھے کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے خود کام کرتے، نیز مفتیانِ کرام سے راہ نمائی لیتے اور اُن کے فتوٰی کے مطابق مالِ غنیمت وغیرہ میں جو آپ کا حصہ ہوتا فقط اُسے ذاتی استعمال میں لاتے۔
- آپ نے عدل وانصاف کا مثالی نظام قائم کیا اور عوام پر سابقہ بادشاہوں کی طرف سے ہونے والے ظلم کا بھی خاتمہ کیا۔ ہفتے میں چار دن خود دار العدل میں بیٹھتے اور حکم دیتے کہ کسی بھی شخص کو میرے پاس آنے سے نہ روکا جائے۔
- آپ نے بڑی تعداد میں مساجد تعمیر کروائیں، دینی مدارس قائم کیے اور حکومتی سرپرستی میں اُس دَور کے اکابر علماءِ اہلِ سنت کو وہاں علمِ دین سکھانے کے لیے مقرر کیا۔ نیز آپ نے کثیر خانقاہوں، ہسپتالوں اور رفاہِ عامہ کے دیگر اُمور کا بھی انتظام کروایا۔
- آپ نہ صرف خود شریعت کے پابند تھے، بلکہ آپ نے پوری سلطنت میں بدعات کا خاتمہ کرکے دین وسُنّت پر عمل کو رِواج دیا۔
- جذبۂ جہاد ایسا تھا کہ خود اسلحہ تھام کر، مجاہدین کی پہلی صفوں میں شامل ہو کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرتے۔ آپ نے پچاس سے زیادہ شہر کفار سے چھین کر اسلامی سلطنت میں شامل فرمائے اور بیت المقدس کو فتح کرنے کے قریب پہنچ کر دُنیا سے رُخصت ہوئے۔
- آپ کے دل میں دُنیا کی ادنٰی مَحبّت اور موت کا معمولی سا خوف بھی نہیں تھا، شہادت کی سچی تڑپ تھی اور اُس کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔
- علما اور تاریخ نگاروں نے آپ کی سیرت واوصاف پر بہت کچھ لکھ کر کہا: جو کچھ ہم نے لکھا ہے اُن کی شان اِس سے بلند تر ہے۔[1]

آپ کا وصالِ پُر ملال شوّال المکرم 569ھ / 1174ء میں ہوا۔ مزارِ پُر انوار شام کے دار الحکومت دِمَشق میں معروف ہے۔ نامور مؤرّخ ابن خَلِّکان علیہ الرحمہ نے لکھا کہ اہلِ دمشق بھی کہتے ہیں اور میرا ذاتی تجربہ بھی ہے کہ سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہو کر جو دُعا مانگی جائے وہ ردّ نہیں ہوتی۔ (وفیّات الأعیان، ج:5، ص:187، دار صادر، ملخصًا)

---

[1] سیر أعلام النبلاء للذہبی، ج:20، ص:531، ترجمہ:340، مؤسسۃ الرسالۃ۔ مختصر کتاب الروضتین فی أخبار الدولتین، ص:28 تا 51، دار ابن کثیر

نظامِ عدل کا قیام

اسلامی ریاست میں شرعی احکام کے مطابق نظامِ عدل قائم کرنا حاکمِ اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ہے؛ کیونکہ شریعت پر عمل میں برکت ہی برکت ہے، جب کہ ظلم و ستم اور شریعت کی خلاف ورزی میں دونوں جہان کی تباہی ہے۔

سلطان نور الدین زَنگی علیہ الرحمہ نے اپنی ریاست میں عدل وانصاف کا ایسا مثالی نظام قائم کیا کہ آپ کے دَور میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کی یاد تازہ ہوگئی۔ اتّباعِ شریعت اور عدل وانصاف کے حوالے سے آپ کی سیرت میں ایسے روشن واقعات ملتے ہیں جن سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

عدالت میں پیشی: سلطان نور الدین علیہ الرحمہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے کئی مرتبہ خود عدالت میں ایک عام شہری کی طرح پیش ہوئے اور اِس کے ذریعے شاہی منصب کی عزّت میں اضافہ کیا۔

آپ نے مشہور حنفی عالمِ دین تاج الدین عبد الغفور کُرْدَرِی علیہ الرحمہ کو شام کے شہر حَلَب کا قاضی مقرر کیا تھا۔ کسی تاجِر نے تاج الدین کے پاس آکر سلطان کے خلاف دعوٰی کیا، قاضی صاحب نے اپنے خادم سُوَید کے ذریعے سلطان کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے خلاف عدالت میں کیس دائر ہوا ہے؛ لہٰذا انصاف کا تقاضا پورا کرنے کے لیے آپ تشریف لائیں۔ جب سُوَید پہنچا تو آپ میدان میں تھے، خزانچی نے سُوید کی بات سُنی تو اپنے طور پر مذاق اُڑانے لگا کہ قاضی نے بادشاہِ وقت کو عدالت میں بلانے کی جرأت کیسے کی ہے! پھر اُس نے ٹھٹا کرتے ہوئے سلطان کو پیغام دیا تو آپ نے اُسے ڈانٹ کر فرمایا کہ اگر مجھے عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے تو اِس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے! پھر آپ نے عدالت میں جانے کے لیے گھوڑا منگوایا اور یہ تاریخی الفاظ کہے: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ! قَالَ اللهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ یعنی مَیں نے حکم سُنا اور اِطاعت کی؛ کیونکہ ربِّ کریم نے اپنے کلامِ مجید میں فرمایا ہے: ”جب مسلمانوں کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جائے؛ تاکہ رسولِ کریم اُن کے درمیان فیصلہ فرمادیں تو اُنھیں یہی کہنا چاہیے کہ ہم نے سُنا اور اِطاعت کی۔“ [النور24:51]

چنانچہ آپ فوری طور پر مُوصَل روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر قاضی صاحب کی طرف پیغام بھیجا: اِنِّيْ جِئْتُ اِلٰى هٰهُنَا اِمْتِثَالًا لِأَمْرِ الشَّرْعِ... مَیں شریعت کے حکم کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہوگیا ہوں...

(الروضتين فی أخبار الدولتين: النورية والصلاحية لابن شامة، ج:1، ص:66، مؤسّسة الرسالة)

شریعت سے متعلق شان دار پیغام: جب شام کے شہر مُوصَل پر نور الدین زَنگی علیہ الرحمہ کی حکومت قائم ہوئی تو آپ نے وہاں ماہِر عالمِ دین کو قاضی مقرر کیا اور حاکمِ شہر سمیت تمام ذمہ داروں کو حکم دیا کہ ہر کام قاضی صاحب سے پوچھ کر شریعت

کے مطابق کیا جائے۔ وہاں کے بعض لوگوں نے ایک ذمہ دار کے ذریعے سلطان کو یہ پیغام بھجوایا کہ مُوصَل میں فسادی اور بدمعاش بہت ہیں، اُن کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اُن میں سے کچھ کو قتل کیا جائے اور کچھ کو سولی پر چڑھایا جائے؛ تاکہ باقی خوف زدہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں؛ لہٰذا آپ سخت سزائیں نافذ کرنے کی اجازت دیجیے!

یہ خط پہنچا تو اُس کی دوسری جانب سلطان علیہ الرحمہ نے نہایت خوب صورت پیغام لکھ بھیجا جو ایمان کو تازہ کر دیتا ہے۔ لکھا:

- إِنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَصْلَحَتِهِمْ۔ مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور وہ اُن کی مصلحت کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔
- وَشَرَعَ لَهُمْ شَرِيْعَةً وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يُصْلِحُهُمْ۔ یعنی خود ربِّ کریم نے اسلامی شریعت عطا فرمائی ہے اور وہی سب سے بڑھ کر جانتا ہے کہ مخلوق کی اِصلاح کیسے ہو گی۔
- وَإِنَّ مَصْلَحَتَهُمْ تَحْصُلُ فِيْمَا شَرَعَهُ عَلٰى وَجْهِ الْكَمَالِ فِيْهَا۔ یعنی کامل طور پر مخلوق کی مَصلَحت و بھلائی اُسی شریعت پر عمل کرنے میں ہے جو اُن کے خالق کریم نے عطا فرمائی ہے۔
- وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ عَلَى الشَّرِيْعَةِ زِيَادَةً فِي الْمَصْلَحَةِ لَشَرَعَهُ۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق شریعت پر اِضافہ میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اُسے شریعت کا حصہ بنا دیتا۔

پھر آپ نے فیصلہ کُن جملہ لکھا: فَمَا لَنَا حَاجَةٌ إِلٰى زِيَادَةٍ عَلٰى مَا شَرَعَهُ اللهُ تَعَالٰى۔ ہمیں شریعت میں کمی بیشی کرنے کی کوئی حاجت نہیں (ہم وہی کچھ کریں گے جو اللہ کریم کی عطا کردہ شریعت نے ہمیں سکھایا ہے)۔

(الروضتين في أخبار الدولتين، ج:1، ص:60۔ البداية والنهاية، ج:12، ص:348، دار إحياء التراث العربي)

دارالعدل کا قیام: نور الدین محمود زنگی علیہ الرحمہ کے حسین اقدامات کے سبب پوری ریاست میں عدل کا بول بالا تھا اور کسی بھی وزیر و امیر کو کمزوروں پر ظلم کی جرأت نہیں تھی، تاہم دِمَشق کا ایک امیر نہایت بااثر تھا اور اُسے سلطان کے دربار میں بہت اچھا مقام حاصل تھا۔ اُس کے کچھ کارندوں نے امیر کے اثر و رُسوخ سے ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہا۔ قاضی کے پاس اُن کے خلاف شکایات بڑھنے لگیں تو سلطان نے "دار العدل" قائم کیا اور فیصلہ کیا کہ مَیں خود ہفتے میں چند دن دار العدل میں بیٹھوں گا، ہر شہری بغیر کسی روک ٹوک کے میرے پاس آکر بلاواسطہ بات کر سکتا ہے اور اگر اُس پر کسی نے ظلم کیا ہو تو انصاف کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

یہ خبر ملتے ہی وہ بااثر امیر اپنے کارندوں سے کہنے لگا: باقی تمام لوگ تو پہلے سے قاضی کے کنٹرول میں تھے، یہ دار العدل فقط میرے لیے قائم ہوا ہے۔ فوراً اپنے تمام فریقوں کو راضی کر لو اور اِس کے لیے اپنے پاس سے بھاری رقم دینا پڑے تو اُس سے مت ہچکچانا، اگر تم میں سے کسی کی وجہ سے مجھے دار العدل میں سلطان کے سامنے پیش ہونا پڑا تو میں اُسے سولی پر چڑھا دوں گا۔

چنانچہ کارندوں نے فوری طور پر اپنے معاملات حل کر لیے اور دار العدل میں اُس امیر کے خلاف ایک بھی شکایت نہیں پہنچی۔

(الروضتين في أخبار الدولتين، ج:1، ص:60۔ مرآة الزمان في تواريخ الأعيان لسبط ابن الجوزي، ج:21، ص:206، دار الرسالة العالمية)

شاہی مجلس کا حسین انداز

عموماً بادشاہ عیّاش، سہولت پسند اور آمر قسم کے ہوتے ہیں اور اُن کی مجالس گناہوں کا مرکز ہوتی ہیں مگر نور الدین علیہ الرحمہ کا انداز اور آپ کا شاہی دربار اِس سے بالکل مختلف تھا۔ تاریخ نگاروں نے لکھا: سلطان محمود زنگی علیہ الرحمہ کی مجلس میں فقط یہ کچھ ہوتا تھا:

- علم اور دین کی بات ہوتی۔
- بزرگانِ دین اور صالحین کے ذکرِ خیر سے برکت لی جاتی۔
- جہاد کے حوالے سے مشورہ ہوتا۔[1]

سفر واِقامت میں طویل عرصہ آپ کے ساتھ رہنے والے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے کسی بھی حالت میں آپ کے منہ سے فُحش و بے حیائی کی بات نہیں سُنی۔ آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ تھی کہ کوئی حق بیان کرے یا سُنّت کی راہ نمائی کرے۔[2]

آپ دینِ متین کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہتے اور کسی کو دینی معاملات میں فتنہ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ جب آپ کے دربار میں کسی شخص سے متعلق یہ بتایا جاتا کہ وہ گمراہی پھیلا رہا ہے تو اُس کی حالت کے مطابق سزا دیتے اور فرماتے: نَحْنُ نَحْفَظُ الطُّرُقَ مِنْ لِصٍّ وَقَاطِعِ طَرِيْقٍ وَالْأَذَى الْحَاصِلُ مِنْهُمَا قَرِيْبٌ، أَفَلَا نَحْفَظُ الدِّيْنَ وَنَمْنَعُ عَنْهُ مَا يُنَاقِضُهُ وَهُوَ الْأَصْلُ! یعنی جب چوروں اور ڈاکوؤں سے عوام کو تحفّظ فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، حالانکہ اِن سے وقتی اور دُنیاوی تکلیف پہنچتی ہے تو دین کی رکھوالی کرنا ریاست کی ذمہ داری کیوں نہیں! جب کہ دین ہی تو سارا کچھ ہے۔ (الروضتين في أخبار الدولتين، ج:1، ص:49)

آپ کے دربار میں علمائے دین اور صالحین کو بہت مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ کوئی شیخ یا عالِم آپ کے دربار میں آتا تو دُور سے دیکھ کر کھڑے ہو جاتے، پُرتپاک استقبال کرتے، گلے ملتے، اپنے قریب بٹھاتے، عاجزی کے ساتھ بات کرتے اور اُس کی واپسی پر اِعزاز و تکریم کے ساتھ رُخصت کرتے۔

بعض اوقات اِس رویّے سے وزیروں میں حسد کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اگر وہ کسی عالِم کی بد گوئی کرتے تو آپ فرماتے: اُس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں ہیں جن کی برکت سے لغزش معاف ہو جائے گی، تمہارا دامن تو نیکیوں سے بھی خالی ہے۔ تمھیں اُن کے عیب دیکھنے کے بجائے اپنے عیبوں پر غور کرنا چاہیے! (الروضتين في أخبار الدولتين، ج:1، ص:47)

---

[1] وَكَانَ مَجْلِسُهُ - كَمَا رُوِيَ فِي صِفَةِ مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ - مَجْلِسَ حُكْمٍ وَحَيَاءٍ لَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ، وَهٰكَذَا كَانَ مَجْلِسُهُ لَا يُذْكَرُ فِيْهِ إِلَّا الْعِلْمُ وَالدِّيْنُ وَأَحْوَالُ الصَّالِحِيْنَ وَالْمُشَاوَرَةُ فِيْ أَمْرِ الْجِهَادِ وَقَصْدِ بِلَادِ الْعَدُوِّ، وَلَا يَتَعَدّٰى هٰذَا. (الروضتين، ج:1، ص:48)

[2] حَكٰى عَنْهُ مَنْ صَحِبَهُ فِيْ حَضَرِهٖ وَسَفَرِهٖ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ كَلِمَةَ فُحْشٍ فِيْ رِضَاهُ وَلَا فِيْ ضَجَرِهٖ، وَإِنَّ أَشْهٰى مَا إِلَيْهِ كَلِمَةُ حَقٍّ يَسْمَعُهَا أَوْ إِرْشَادٌ إِلٰى سُنَّةٍ يَتَّبِعُهَا. (تاريخ مدينة دمشق، ج:57، ص:123)

مسلمانوں کے تحفّظ کی فکر

1169ء میں سلطان نور الدین زَنگی علیہ الرحمہ کے کمانڈر اسد الدین شیر کُوہ نے مصر پر قبضہ کیا تو صلیبی عیسائی بہت پریشان ہوئے؛ کیونکہ اب مصر پر ایک طاقت وَر مسلمان حکومت قائم ہوچکی تھی۔ چنانچہ صلیبیوں نے مصر کے شہر دِمُیاط پر حملہ کر دیا۔ اُدھر سلطان نور الدین نے دِمیاط کی حفاظت کے لیے مختلف دستوں میں بڑی فوج روانہ کی اور بالآخر مسلمانوں کو شان دار کامیابی نصیب ہوئی۔

جس وقت صلیبیوں نے دِمیاط کا محاصرہ کیا ہوا تھا اُن دنوں سلطان نور الدین مسلمانوں کے تحفّظ کے لیے بہت پریشان رہتے۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی سے مدد مانگنے کے لیے 20 دن تک روزے رکھے اور اِفطار کے وقت فقط پانی پی لیتے تھے۔ ایک نشست میں آپ کے سامنے احادیثِ کریمہ پر مشتمل ایک رسالہ پڑھا گیا، اُس میں ایک حدیثِ مُسَلسَل بالتَّبَسُّم بھی تھی... یعنی نبیِ کریم ﷺ نے تبسّم کرتے ہوئے ایک بات ارشاد فرمائی، پھر تمام راویوں نے آپ ﷺ کی سنّت پر عمل کرنے کے لیے اُس حدیث کو مسکراتے ہوئے روایت کیا... جب یہ حدیثِ مبارک پڑھی گئی تو کسی طالبِ علم نے سلطان سے کہا کہ آپ بھی تبسّم کر دیجیے؛ تاکہ تسلسل بر قرار رہے (تمام راویوں کی طرح آپ سے بھی تبسّم کے ساتھ روایت ہو)۔ اِس پر سلطان نور الدین نے ایک جملہ کہا جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: إِنِّيْ لَأَسْتَحْيِيْ مِنَ اللهِ أَنْ يَرَانِيْ مُتَبَسِّمًا وَالْمُسْلِمُوْنَ تُحَاصِرُهُمُ الْفِرِنْجُ بِثَغْرِ دِمْيَاطَ۔ یعنی اِس وقت اسلام دشمن صلیبی دِمیاط پر حملہ آور ہیں اور اُنھوں نے دمیاط کی سرحد پر مسلمانوں کا محاصرہ کر رکھا ہے، ربِّ کریم مجھے دیکھ رہا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا و شرم آتی ہے کہ اُدھر دمیاط کے مسلمان مشکل میں ہیں اور اِدھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہو۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ج:12، ص:324، واقعاتِ سال:565ھ، دار احیاء التراث العربی)

لمحۂ فکریہ: نبیِ کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح قرار دیا۔ جس طرح جسم کے کسی بھی حصہ میں تکلیف ہو تو پورا جسم اُسے محسوس کرتا ہے اور بے آرام ہو جاتا ہے... یوں ہی کسی ایک خطّے کے مسلمانوں پر مصیبت آئے تو تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اُسے اپنا دُکھ سمجھیں اور مصیبت زدہ مسلمانوں کے ساتھ ہر ممکن تعاوُن کریں۔ اِسی بات کا مظاہرہ سلطان نور الدین نے کیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ دِمیاط کے مسلمانوں پر حملہ ہوا ہے، مَیں مسلمانوں کا سربراہ ہوں، اُن کا تحفّظ میری ذمہ داری ہے، اگر مجھے اُن کی فکر نہ ہو اور مَیں اپنی خوشیوں میں مصروف رہوں تو بارگاہِ الٰہی میں مجرم قرار پاؤں گا۔

اِس وقت غزہ کے مسلمان دُنیا کے مظلوم ترین افراد ہیں، اسرائیلی درندوں نے ظلم کی حد کر دی ہے، مگر افسوس کہ اجتماعی طور پر اُمّت کو اُن کا دکھ محسوس ہی نہیں ہو رہا۔ مسلم حکمران عملی طور پر اُن کی مدد کے لیے اور ظالموں کو روکنے کے لیے کوئی قابلِ ذکر قدم نہیں اُٹھا رہے۔ عوام کی حالت بھی خوش کُن نہیں؛ کیونکہ ایک بڑی تعداد اب تک یہودیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے سے ہچکچا رہی ہے، بلکہ ہمارے کھیلوں کا سلسلہ بھی معمول کے مطابق جاری ہے، جیسے ہمیں غزہ کی خبر ہی نہ ہو، انا للہ وانا الیہ راجعون!

سلطان کی عاجزی اور رحمٰن کی کرم نوازی

دِمیاط کے تحفّظ کے لیے سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی حکمتِ عملی اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی ربّ تعالیٰ کو پسند آگئی۔ چنانچہ مالک کے کرم سے فقط پچاس دن میں صلیبی ذلیل ورُسوا ہو کر وہاں سے بھاگ گئے اور مسلمانوں کو وافرمالِ غنیمت کے ساتھ ساتھ شان دار فتح ملی۔

جب سلطان مسلسل روزے رکھ رہے تھے تو جسمانی طور پر کچھ کمزور ہو گئے، وُزرا اور درباریوں کو روکنے کی جرأت نہیں تھی۔ آپ جس مسجد میں نمازِ فجر ادا کرتے وہاں کے امام صاحب کا نام یحییٰ تھا، سلطان اُنھیں قرآنِ حکیم بھی سناتے اور اُن کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ کے قریبی افراد نے امام صاحب کو کہا: آپ سلطان سے کہیے کہ کچھ کھایا کریں؛ تاکہ کمزوری نہ ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ کل نمازِ فجر کے وقت تشریف لائیں گے تو بات کروں گا۔

اُسی رات امام صاحب کو خواب میں امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یحییٰ! نور الدین محمود کو سلام کہنا اور اُسے خوش خبری دینا کہ صلیبی دِمیاط سے چلے گئے ہیں۔" اُنھوں نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! میرے سچا ہونے کی نشانی کیا ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حارِم کا دن۔" تہجد کے وقت سلطان مسجد میں آئے اور نمازِ فجر ادا کی۔ امام صاحب کے ہوش اُڑے ہوئے تھے اور وہ کچھ کہہ نہ سکے۔ سلطان نے فرمایا: یحییٰ! آپ بتائیں گے یا مَیں بتاؤں؟ اُن سے بولا ہی نہ گیا۔ پھر سلطان نے اُنھیں رات کے خواب کی ساری بات بتائی۔ وہ کہنے لگے: سیدی! یہ بتایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حارِم کا دن" فرمایا تھا، اِس کا کیا مطلب ہے؟ سلطان نے شام کے شہر حارِم کی فتح کا واقعہ بتایا، جہاں چند سال پہلے 1164ء/559ھ میں اللہ کریم کی خاص مدد سے مسلمانوں کو فتح ملی تھی۔ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب حارِم میں صلیبی اور مسلمان فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو میں سخت پریشان تھا؛ کیونکہ صلیبیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ مَیں لشکر سے الگ ہو کر گھوڑے سے اُترا اور اپنا چہرہ خاک پر رکھ کر ربِّ کریم کے حضور دُعا کی: يَاسَيِّدِيْ! مَنْ مَحْمُوْدٌ فِي الْبَيْنِ؟ اَلدِّيْنُ دِيْنُكَ، وَالْجُنْدُ جُنْدُكَ، وَهُوَ الْيَوْمَ، فَافْعَلْ مَا يَلِيْقُ بِكَرَمِكَ! یعنی اِلٰہی! محمود کی تو درمیان میں کوئی حیثیت ہی نہیں! دین تیرا دین ہے اور لشکر تیرا لشکر ہے (یہ فوج تیرے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کر رہی ہے اور میدان میں کھڑے مجاہد تیرے ہی مسلمان بندے ہیں)، آج کفر اور اسلام کی لڑائی ہے، اے اللہ! وہ کر جو تیری شانِ کرم کے لائق ہے۔ سلطان نے فرمایا: فَنَصَرَنَا اللهُ عَلَيْهِمْ۔ اللہ کریم نے میری دُعا کی لاج رکھ لی اور مدد عطا کر کے ہمیں شان دار فتح سے نوازا۔

(مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان لسبط ابن الجوزی، ج:21، ص:215، دار الرسالة العالمیة۔ الروضتین فی أخبار الدولتین، ج:2، ص:143۔ البدایة والنهایة، ج:12، ص:324، سنة:565)

اگر آج مسلم حکمرانوں اور سپہ سالاروں میں کوئی سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہو اور صہیونی یہودیوں کو للکارے تو یقیناً باری تعالیٰ کے وعدے بھی سچے ہیں اور اُس کی قُدرت بھی کامل ہے، وہ ضرور آج بھی مدد عطا فرمائے گا۔

حرفِ آخر: اکابر کی سیرتوں سے سیکھنے کی ضرورت

زندہ قومیں اپنی تاریخ کو نہیں بھلاتیں، وہ اپنے بزرگوں کے کردار و سیرت سے راہ نمائی لے کر اپنی راہیں متعیّن کرتی ہیں اور ترقّی کا سفر جاری رکھتی ہیں۔

بلاشبہ ہمارے بزرگوں کے کارنامے اتنے روشن اور نمایاں ہیں کہ ہم پوری دُنیا کے سامنے فخر کے ساتھ اُن کا تذکرہ کر سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی قوم کا ماضی اتنا روشن اور تاب ناک ہے تو ہمیں دکھائے! مگر افسوس کہ ہمیں منصوبہ بندی کے ساتھ اپنے اکابر کی تاریخ سے بے گانہ کیا گیا ہے اور رفتہ رفتہ ہم اپنی اصل روایات کو بھولتے جا رہے ہیں۔

اِس شیطانی سازش کا تذکرہ کرتے ہوئے شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے کہا تھا:

اہلِ حَرَم سے اُن کی روایات چھین لو
آہُو کو مَرغزارِ خُتَن سے نکال دو [1]

آج ہماری نوجوان نسل کو اِس بات کی اشدّ ضرورت ہے کہ اپنی شان دار تاریخ سے آگاہی حاصل کرے اور اپنے اصل راہ نماؤں کو پہچان کر اُن کے عالی شان کردار سے سبق حاصل کرے۔

جو شخصیات اسلامی تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں اور اُن کے واقعات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اُن میں ایک نمایاں نام زَنگی خاندان کے چشم و چراغ سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ آپ اسلام کے سچے مجاہد تھے اور عمر بھر دین کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ شوّال المکرّم آپ کا ماہِ ولادت و ماہِ وصال ہے، اِسی مناسبت سے آج کے خطبہ میں آپ سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا۔

شیر اسلام، ابو القاسم سلطان نور الدین محمود زَنگی علیہ الرحمہ نے اگرچہ اسلام کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں، مگر آپ کے اپنے احساسات ایسے تھے کہ ایک مرتبہ قُطب نیشاپوری علیہ الرحمہ نے کہا: آپ مجاہدین کی اگلی صفوں میں شامل ہو کر جہاد کرتے ہیں، دو دو کمانیں پاس رکھتے ہیں، اللہ کا واسطہ! اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالا کریں، آپ کو کچھ ہوا تو سارے مسلمانوں کو خطرہ لاحق ہو گا۔ سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کی خدمات کو دیکھا جائے تو اِس بات میں کوئی مبالغہ نہیں تھا، مگر نور الدین علیہ الرحمہ نے یہ بات سن کر فرمایا: وَمَنْ مَحْمُوْدٌ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ ھٰذَا؟ مِنْ قَبْلِیْ مَنْ حَفِظَ الْبِلَادَ وَالْاِسْلَامَ؟ ذٰلِكَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ یعنی محمود (نور الدین)

---

[1] آہُو: ہرن۔ مَرغزار: چراگاہ۔ خُتَن: وہ علاقہ جہاں کے ہرن کی ناف میں کستوری ہوتی ہے۔ یعنی مسلمانوں سے اسلامی تہذیب اور اسلامی رسم و رواج چھین لو، اگر تم نے ایسا کر لیا تو گویا تم نے ہرن کو اُس علاقے سے دُور کر دیا جہاں اُس کی ناف میں کستوری پیدا ہوتی ہے۔
یہ پوری نظم پڑھنے کے لیے کلک کیجیے: https://www.iqbalrahber.com/zarb-e-kaleem-iblees-ka-farman-apnay-siasi-fazandon-k-naam.php

کی کیا حیثیت ہے کہ اُس کے بارے میں یہ بات کہی جائے؟ محمود سے پہلے ریاست اور مسلمانوں کا محافِظ کون تھا؟ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے، وہ خود اپنے دین کی اور اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔(الکامل فی التاریخ للتدمیری،ج:9،ص:395،دار الکتاب العربی)

سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کا یہ حسین جملہ در حقیقت قرآنِ مجید کی ایک آیتِ کریمہ کی ترجمانی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ ”اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں اور اللہ عزّت والا حکمت والا ہے۔“[الفتح48:7] اللہ تعالیٰ کو اِس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ کوئی اُس کے دین کی خدمت کرے، وہ جس مخلوق سے چاہے کام لے سکتا ہے، اگر تمھیں دین کی خدمت نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمھیں توفیق سے نوازا ہے۔

غزّہ کے موجودہ حالات کے تناظر میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بیت المقدس کی حفاظت اور مظلومانِ غزّہ کی مدد کے لیے کسی کی بھی ضرورت نہیں، یہ اُمّت کی آزمائش ہے کہ مصیبت کے اِس وقت میں اسلام اور مسلمانوں کی خاطر کون میدان میں نکلتا ہے اور کون اپنے مفادات کا تحفّظ کرتا ہے۔ شاید اِس امتحان میں صرف اہلِ غزّہ ہی سرخرو ہیں اور باقی سب ناکام ہیں۔

سلطان نور الدین علیہ الرحمہ کی حیاتِ کریمہ سے چند باتیں نمایاں طور پر سیکھنے کو ملتی ہیں:

- ❖ اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کرنا بے حد ضروری ہے۔ سلطان کی تمام عمر جہاد میں گزری، اُنھوں نے بیسیوں علاقے صلیبیوں سے چھین کر اسلامی ریاست میں شامل کیے اور وہ بیت المقدِس کی فتح کے بالکل قریب پہنچ کر دُنیا سے رُخصت ہوئے۔
مقبوضہ کشمیر کے علاقے پہلگام میں ہونے والے حالیہ واقعے کے بعد بھارتی حکومت نے جو انتہا پسندانہ اقدامات کیے ہیں اُن کا اصل جواب جہاد ہی ہے، اِسی کے ذریعے کشمیر آزاد ہو گا اور اِسی کے ذریعے اہلِ غزّہ کو اسرائیلی درندوں کے ظلم سے نجات ملے گی۔
- ❖ جنگ ہو یا امن... کامیابی فقط اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ملتی ہے۔ نور الدین زنگی نے کئی معرکوں میں اللہ تعالیٰ کی نُصرت و تائید سے صلیبی عیسائیوں کو عبرت ناک شکست دی تھی، باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُس کی فرماں برداری کی برکت سے نصیب ہوتی ہے، نافرمانی انسان کو دُنیا و آخرت میں ذلیل و رُسوا کرتی ہے۔
- ❖ انسان کی گردن شریعت کے سامنے ہمیشہ جھکی رہنی چاہیے۔ شاہی جاہ و جلال کے باوجود سلطان نور الدین شریعت کا حکم سنتے ہی فوراً اُس پر عمل کرتے تھے۔

شرعی مسئلہ: جب اذان کہی جائے تو کام کاج روک کر توجّہ سے اذان کو سننا چاہیے اور اُس کا جواب بھی دینا چاہیے، حتّٰی کہ اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآنِ مجید میں مصروف ہو تو اُسے بھی تلاوت موقوف کر کے اذان سننے اور جواب دینے کا حکم ہے۔

بزرگوں نے لکھا: جو اذان کی تعظیم نہ کرے اور اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اُس کے بارے میں بُرے خاتمہ کا خطرہ ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔(بہارِ شریعت،ج:1(ب)،ص:473، مکتبۃ المدینہ)

اللہ تعالیٰ سلطان نور الدین زنگی کے سچے جذبۂ جہاد کے صدقے ہمیں بھی دین کی سر فرازی کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی سربلندی کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنے کی سعادت سے نوازے!

ربِّ کریم اُمّت میں دینی غیرت بیدار فرمائے! مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے! مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!